حافظ عبید اللہ

مرزائی پاکٹ بک اور اس کا دجل وفریب

دوستو! مرزائی پادریوں کو (جنہیں مربی کہلانے کا شوق ہے) اور کچھ پڑھایا جاتا ہے یا نہیں لیکن مرزائی پاکٹ بک انہیں ضرور رٹائی جاتی ہے، اس کتاب کا مصنف ایک وکیل ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی ہے، جو ضلع گجرات کی مرزائی پارٹی کا سربراہ بھی رہا اور جسے مرزائی (کاغذی) خلیفے مرزا بشیر الدین محمود نے خالد احمدیت کا خطاب دیا (یعنی مرزائیت کا خالد بن ولید)، اسکی اس کتاب کو جسے میں «لطیفوں کی کتاب» کہتا ہوں مرزائی حضرات (زندہ جاوید تبلیغی کارنامہ) کہتے ہیں۔

یہ کتاب کیا ہے، دھوکوں اور دجل وفریب اور علمی خیانت کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے، مرزائی پادریوں کو دھوکے بازی کے گُر سکھائے گئے ہیں، مثال کے طور پر پاکٹ بک کے دیباچے میں (ضروری ہدایات) کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے «**مخالفین احمدیت کے اکثر اعتراضات کی بنیاد حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا غلام احمد قادیانی) کی کتب کے بجائے سیرۃ المہدی اور دیگر ایسی کتب پر ہوتی ہے جو سیدنا مسیح موعود کی خود تحریر فرمودہ نہیں بلکہ دوسرے بزرگان اور احباب کی بیان کردہ روایات ہیں ان اعتراضات کو بھی پاکٹ بک ہذا میں نہیں لیا گیا کیونکہ مستند صرف حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریرات ہیں، انکے سوا جس قدر روایات ہیں ان میں غلطی کا امکان ہے**» (پاکٹ بک، صفحہ ج)

آپ نے دیکھا کہ کتنی چالاکی سے مرزا غلام احمد کی کتابوں کے علاوہ تمام مرزائی کتابوں سے جان چھڑائی گئی، جس میں انکے (نام نہاد) مصلح موعود مرزا محمود اور (خود ساختہ) قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد ایم اے کی کتابیں بھی شامل ہیں۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی کتاب میں کئی مقامات پر خود اسی مصنف نے مرزا قادیانی کی کتابوں میں بھی بہت سی عبارات کے بارے میں جنکا اس سے کوئی جواب نہیں بن پڑا لکھا ہے کہ مرزا جی بھول گئے، قلم کی غلطی ہوگئی، انبیاء سے بھی غلطی ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ، تو غلطی کا احتمال تو وہاں بھی قائم رہا۔

ہمیں تو بارہا اسکا تجربہ ہوا ہے شاید آپ میں سے بھی بہت سوں کو ہوا ہو کہ پہلے تو مرزائی پادری کبھی بھی مرزا غلام احمد کی تحریرات پر بات کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا، اور اگر چارو نا چار تیار بھی ہو جائے تو آپ اسکے سامنے مرزا قادیانی کی جو بھی تحریر پیش کریں گے اسکا ایک ہی جواب دیگا کہ «مولوی آدھی بات پیش کرتے ہیں، اس تحریر کے پچھلے صفحے بھی پڑھو، اس سے اگلے صفحے بھی دیکھو» اور مقصد ہوتا ہے وقت کا ضیاع، اور اگر کوئی ہماری طرح کا سر پھرا دس صفحے اس حوالے سے پہلے والے اور دس صفحے بعد والے پڑھ بھی دے اور پھر بھی بات وہیں رہے تو پھر کہتے ہیں حضرت صاحب کی فلاں کتاب نکالو اور وہ بھی پڑھو، تم ہمارے حضرت جی کی آدھی بات پیش کرتے ہو اور جب زیادہ لاچار ہو جائیں تو یہودی صفت مولوی اور نہ جانے کیا کیا القاب بھی دیدیتے ہیں۔ مرزائی پادریوں کو یہ الٹا سبق بھی اسی ملک خادم گجراتی نے ہی

پڑھایا ہے، اس نے لکھا ہے ﴿ یہ گُر یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود کی جس کتاب کا معترض حوالہ دے اصل کتاب نکال کر اسکا سیاق وسباق دیکھ لینا چاہیے ان شاء اللہ وہیں اسکا جواب ہوگا ﴾ (پاکٹ بک، صفحہ ج)، اس احمقانہ مشورے پر آج کے مرزائی پادری آنکھیں بند کر کے عمل کرتے ہیں اور جونہی مرزا کی کتاب کا کوئی حوالہ پیش کیا جاتا ہے بغیر سوچے ہی کہنے لگتے ہیں سیاق وسباق بھی پڑھو اور پھر جب وہاں کوئی جواب نہیں ملتا تو خفت اٹھاتے ہیں۔

پھر اسی دیباچے میں لکھتا ہے کہ ﴿ پاکٹ بک ہذا میں جملہ حوالہ جات تحقیق اور صحت کے بعد درج کیے گئے ہیں سوائے اسکے کہ کسی جگہ سہو کتابت سے ہندسے میں کوئی فرق پڑ گیا ہو حوالہ جات نہایت صحیح ہیں یعنی جن کتابوں کے حوالے دیے گئے ہیں حتی الامکان مؤلف نے انکو دیکھ کر لکھا ہے ﴾ (پاکٹ بک، صفحہ د)۔ (آپ آگے اس مرزائی محقق کی تحقیق کے کمالات ملاحظہ فرمائیں گے)

قارئین محترم! آیئے اب ہم اس کتاب سے کچھ لطیفے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں (اگرچہ اس کتاب میں جابجا کوئی نہ کوئی جھوٹ یا حوالوں میں خیانت دیکھی جاسکتی ہے، ہم یہاں صرف چند مثالیں بطور نمونہ پیش کرتے ہیں)۔

دوستو! دجال قادیان مرزا غلام احمد نے (جسے اپنے آپ کو رئیس قادیان کہلانے کا شوق تھا) اپنی کتابوں میں جابجا ایک چیلنج دیا تھا کہ ﴿ کسی صحیح مرفوع متصل حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ عیسی آسمان سے نازل ہوگا ﴾ (حقیقۃ الوحی، رخ 22 ص 47 وغیرہ)، جب علماء نے مرزا کے اس جھوٹ کے جواب میں وہ احادیث صحیحہ پیش کیں جنکے اندر حضرت عیسی علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے جن میں ایک صحیح، مرفوع اور متصل حدیث وہ بھی ہے جو امام بیہقی نے اپنی کتاب ﴿ **الاسماء والصفات** ﴾ میں اپنی پوری سند کے ساتھ روایت کی ہے جس کے اندر صاف طور پر **من السماء** کا لفظ ہے اور دجال قادیان کے اس چیلنج کو پاش پاش کیا تو (کھسیانی بلی کھمبا نوچے ﴾ کے محاورے کے مطابق پاکٹ بک والے دھوکے باز نے اسکے جواب میں جو دجل وفریب دینے کی کوشش کی یہاں ایک جھلک آپ کو دکھانا مقصود ہے۔ سب سے پہلے امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی (384ھ - 458ھ) نے اس روایت کی جو سند ذکر کی ہے وہ پڑھ لیں: اخبرنا **ابوعبدالله الحافظ** انا **ابوبكر بن اسحاق** انا **احمد بن ابراهيم** ثنا ابن بكير حدثني الليث عن يونس عن ابن شهاب عن نافع مولى ابى قتادة الانصارى قال ان ابا هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وامامكم منكم ﴾ ترجمہ: اس وقت تمہارا (مارے خوشی کے) کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے (عیسی علیہ السلام) آسمان سے تمہارے اندر نازل ہوں گے اور اس وقت تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا (كتاب الاسماء والصفات، صفحه 301 مطبع انوار احمدى، اله آباد، سنه 1313هجرى)۔

مرزائی پادری نے اسکے جواب میں چند باتیں لکھی ہیں، آیئے انکا جائزہ لیتے ہیں، اس نے اس روایت کی سند پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا کہ ﴿ اس روایت کا ایک راوی ابوبکر محمد بن اسحاق بن محمد الناقد ہے جسکے متعلق لکھا ہے کان

یدعی الحفظ وفیہ بعض التساھل (لسان المیزان، حرف المیم، جلد 5 ص 59) کہ اس روای میں تساہل پایا جاتا ہے **پس من السماء کے الفاظ کا اضافہ بھی اس راوی کا تساہل ہے اصل حدیث کے الفاظ نہیں ہیں** ﴾ (مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 228)۔

دوستو! اس روایت کی سند میں کوئی بھی راوی نہیں جس کا نام ﴿**ابوبکر محمد بن اسحاق الناقد**﴾ ہو، بلکہ یہاں جو ﴿ابوبکر بن اسحاق﴾ ہیں، انکا نام **شیخ الاسلام امام احمد بن اسحاق بن ایوب النیسابوری الصبغی الشافعی** ہے (جو امام حاکم نیشاپوری مصنف **المستدرک علی الصحیحین** کے استاد ہیں اور امام بیہقی کی اس سند میں پہلے راوی ابوعبداللہ الحافظ سے مراد امام حاکم ہی ہیں) یہ امام احمد بن اسحاق اپنے زمانے کے امام، فقیہ، عالم اور عابد تھے، سنہ 258ھ میں پیدا ہوے اور 342ھ میں انکی وفات ہوئی، امام ذہبی نے ﴿سیر اعلام النبلاء﴾ میں انکا مفصل ترجمہ ذکر کیا ہے (سیر اعلام النبلاء، ج15 صفحات 483 تا 489 طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

لیکن پاکٹ بک والے دھوکے باز نے انہیں (ابوبکر محمد بن اسحاق بن محمد الناقد) بنادیا اور اس پر یہ پنکچر بھی لگادیا کہ اس روایت میں **من السماء** کا لفظ اسکا تساہل ہے۔ جو کہ سراسر علمی خیانت اور دھوکہ ہے جس میں مرزائی پادری شہرت رکھتے ہیں۔

اسی طرح پاکٹ بک میں آگے لکھا ہے ﴿**اسی طرح اس روایت کا ایک اور راوی احمد بن ابراہیم بھی ضعیف ہے دیکھو لسان المیزان ج1**﴾ (مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 228)، یہاں بھی انتہائی دجل و فریب کا مظاہرہ کیا گیا ہے، اس روایت میں جو احمد بن ابراہیم ہیں وہ ﴿**الشیخ المحدث المتقن ابوعبداللہ احمد بن ابراھیم ابن ملحان البلخی ثم البغدادی**﴾ ہیں، یہ امام یحیٰ بن بکیر کے ساتھی تھے انکی وفات سنہ 290 ہجری میں ہوئی۔ (دیکھیں سیر اعلام النبلاء، جلد 13 صفحہ 533)۔ نہ جانے مرزائی پادری جی نے کس احمد بن ابراہیم کا ذکر کر کے ضعیف ہونے کا فتویٰ لگادیا ہے؟، لسان المیزان میں تو احمد بن ابراہیم نام کے تقریباً 20 راویوں کا ذکر ہے، پاکٹ بک والے ﴿محقق﴾ نے کس کا ذکر کیا ہے اسے بھی نہیں پتہ۔ اسی صفحے پر لکھتا ہے ﴿**علاوہ ازیں اس روایت کا راوی یحیٰ بن عبداللہ ہے اسکے متعلق لکھا ہے قال ابو حاتم لا یحتج بہ، وقال النسائی ضعیف لیس بثقۃ، قال یحی لیس بشیء، تہذیب التہذیب ومیزان الاعتدال**﴾، دوستو! امام بیہقی کی سند میں کوئی بھی راوی یحیٰ بن عبداللہ نام کا نہیں ہے یہ پاکٹ بک والے پادری کا صریح جھوٹ ہے۔

اب آگے دیکھیے کیا لکھتا ہے ﴿**اس روایت کا ایک راوی یونس بن یزید بھی ضعیف ہے، یہ روایت یونس بن یزید نے ابن شہاب زہری سے لی ہے اور اسکے متعلق لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ یونس کی ان روایات میں جو اس نے زہری سے روایت کی ہیں منکرات ہیں، ابن سعد کہتے ہیں کہ یونس حجت نہیں ہے، اور وکیع کہتے ہیں کا اسکا حافظہ خراب تھا، اسکے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ یہ کبھی کبھی تدلیس سے کام لیا کرتا تھا۔ بحوالہ تہذیب والتہذیب**

ومیزان الاعتدال، پس اس روایت میں من السماء کے الفاظ کی ایزادبھی اسکے حافظے کی غلطی یا تدلیس کا نتیجہ ہوسکتی ہے ﴾(مرزائی پاکٹ بک،صفحہ 228)۔

دوستو! یہ یونس بن یزید صحیح بخاری کے راوی ہیں اورامام بخاری نے جومشہور حدیث روایت کی ہے﴿ **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم** ﴾جس سے مرزاغلام احمداوراسکے امتی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آنے والے ابن مریم نے اسی امت میں پیدا ہونا تھا اور بیہقی کی روایت میں من السماء کے لفظ کو غلط ثابت کرنے کے لئے بخاری کی اسی روایت کا سہارا لیا جاتا ہے وہ روایت بھی انہی یونس بن یزید نے انہی ابن شہاب زہری سے روایت کی ہے، لیکن یہاں بیہقی کی روایت کوضعیف ثابت کرنے کی ناکام کوشش میں مرزائی پادری نے بخاری کی اس روایت کوبھی ناقابل اعتبارثابت کردیا جووہ اپنی دلیل کے طور پرپیش کرتے ہیں، بخاری کی اسی روایت کولے کرمرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ دیکھوامام بخاری نے اپنی روایت میں﴿**من السماء** ﴾کےالفاظ روایت نہیں کیے لہٰذا ثابت ہوا کہ بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ بعد میں اضافہ کردے گئے۔اب اگر میں کہوں کہ بخاری کی روایت میں یونس بن یزید حافظے کی خرابی کی وجہ سے﴿**من السماء** ﴾کےلفظ بھول گئے جوانہوں نے بیہقی کی روایت میں یادآنے پر بیان کردیےتو مرزائی پادریوں کوکوئی اعتراض تو نہ ہوگا؟ (**واضح رہے کہ یونس بن یزید صحیح بخاری وصحیح مسلم کے راوی ہیں انکی توثیق بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں**)،خوداس پاکٹ بک والے کا یہ حال ہے کہ ایک روای ہے﴿**ابراهيم بن عثمان ابو شيبه العبسی** ﴾اسکی بیان کردہ کردہ ایک روایت اس نے ذکر کی ہے جس میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم فوت ہوئے تو آپ نے فرمایا﴿**لو عاش لكان صديقاً نبياً** ﴾اگر یہ زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے،اس سے مرزائی پادری اجراءِنبوت پر استدلال کرتے ہیں،اس راوی ابراہیم بن عثمان کوتقریباً تمام ائمہ نے ضعیف،منکرالحدیث، متروک الحدیث اور مذموم کہا ہے(دیکھیں **تهذيب التهذيب، جلد 1صفحه 76وما بعد، طبع مؤسسة الرسالة بيروت**)،لیکن اس مرزائی پادری نے اس راوی کوثقہ ثابت کرنے کے لئے لکھا﴿ **کسی کے محض یہ کہہ دینے سے کہ فلاں راوی ضعیف ہے درحقیقت وہ راوی ناقابل اعتبار نہیں ہوجاتا جب تک اسکی تضعیف کی کوئی معقول وجہ نہ ہو کیونکہ اس میں اختلاف یسیر موجود ہے......الی آخر الکلام** ﴾(پاکٹ بک،صفحہ 270)،آپ نے دیکھا کہ جہاں حدیث اسکے خلاف آگئی وہاں اس نے بخاری ومسلم کے راوی کوضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی، اور جہاں اسکی پیش کردہ روایت ضعیف ثابت ہوگئی وہاں نیا قانون بنالیا۔بہرحال ہم آتے ہیں واپس امام بیہقی کی روایت کی طرف،آگے پاکٹ بک والے دھوکے باز نے ایک صریح جھوٹ بولا ہے،لکھتا ہے﴿ **بیہقی کا قلمی نسخہ پہلی مرتبہ 1328ہجری میں چھپا ہے یعنی حضرت مسیح موعود(مراداسکی ہے مرزاغلام احمد)کے دعوی بلکہ وفات کے بعداس لئے مولویوں نے اس میں من السماء کا لفظ اپنے پاس سے ازراہ تحریف اورالحاق زائد کردیا ہے،چنانچہ اسکا ثبوت یہ ہے کہ امام سیوطی نے بیہقی سے اس حدیث کونقل کیا ہے مگراس میں من السماء کالفظ نہیں،چنانچہ وہ اپنی تفسیر درمنثور میں اس حدیث کویوں بیان کرتے ہیں واخرج احمد**

والبخاری والمسلم والبیھقی فی الاسماء والصفات قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم ،امام مذکور کا باوجود اس محولہ بالا روایت کو دیکھنے کی من السماء چھوڑ دینا بتاتا ہے کہ حدیث کا حصہ نہیں ﴾ (پاکٹ بک ،صفحہ 228-229)۔

دوستو! امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اور کہیں طبع ہوئی یا نہیں لیکن ہندوستان کے شہر الہ آباد کے مطبع انوار احمدی سے مرزا کی موت سے تقریباً 13 سال پہلے سنہ 1313 ہجری میں طبع ہو چکی تھی اس لئے پاکٹ والے کا یہ لکھنا کہ یہ کتاب پہلی بار 1328 ہجری میں طبع ہوئی صریح جھوٹ ہے۔ یاد رہے کہ مرزا غلام احمد نے حقیقۃ الوحی سنہ 1313 ہجری کے بعد لکھی جس میں اس نے یہ چیلنج لکھا کہ کسی صحیح مرفوع متصل حدیث میں عیسی علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر نہیں جبکہ امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات ہندوستان میں اس سے پہلے طبع ہو چکی تھی (لیکن شاید ٹیچی نے مرزا کو بتانا مناسب نہ سمجھا)۔

جہاں تک تعلق ہے کہ امام جلال الدین سیوطی نے (جو امام بیہقی کی وفات کے تقریباً چار سو سال بعد پیدا ہوئے) یہ روایت اپنی تفسیر میں بحوالہ مسند احمد و بخاری و مسلم اور امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات کے حوالے سے ذکر کی ہے اور اس میں من السماء کا ذکر نہیں لہذا یہ دلیل ہے کہ بیہقی کی کتاب میں یہ لفظ بعد میں ڈال دیا گیا، یہ مرزائی پادری کی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ کتب حدیث اور دوسری کتابوں میں بے شمار مقامات پر مصنفین کوئی روایت ذکر کرتے ہیں اور حوالہ بہت سی کتابوں کا دیتے ہیں جبکہ ان کتابوں میں اس روایت کے الفاظ میں قدرے اختلاف بھی ہوتا ہے، کئی بار مصنف کو کسی ایک محدث کے ساتھ (**واللفظ لہ**) بھی لکھنا پڑتا ہے تا کہ پتہ چل جائے کی میں نے جو الفاظ نقل کیے ہیں بعینہ یہی الفاظ فلاں کتاب کے ہیں باقی کتابوں میں الفاظ قدرے مختلف ہیں (ہاں روایت کا مفہوم ایک ہی ہوتا ہے)، خود امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات میں کئی دوسری روایات ایسی موجود ہیں جس میں وہ لکھتے ہیں کہ (رواہ البخاری و مسلم) لیکن بخاری میں اس روایت کے الفاظ قدرے مختلف ہوتے ہیں اور مسلم میں اس سے بھی مختلف، اسی طرح امام سیوطی نے جب یہ روایت بیان کی اور انہوں نے چار کتابوں کا حوالہ دیا، لہذا انہوں نے صرف انہی الفاظ کے بیان کرنے پر اکتفا کیا جو چاروں کتابوں میں ایک جیسے ہیں، اس سے یہ ثابت کرنا کہ امام بیہقی نے یہ الفاظ روایت نہیں کیے احمقانہ بات ہے اور نہ ہی امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام بیہقی کے شاگرد یا ہم عصر ہیں کہ انکی بات سے یہ مطلب لیا جائے، ایسے تو مرزا غلام احمد نے صحیح بخاری کے حوالے سے ایسے الفاظ نقل کیے ہیں جو آج تک صحیح بخاری سے کوئی مرزائی پادری نہیں دکھا سکا تو کیا مرزا کے کہنے پر یہ کہنا عقل مندی ہو گی کہ صحیح بخاری میں یہ روایت ﴿**ھذا خلیفۃ اللہ المھدی**﴾ موجود تھی بعد میں مولویوں نے نکال دی؟؟ امام سیوطی ہوں یا امام بخاری و مسلم رحمہم اللہ ان میں سے کسی کے ذہن میں بھی حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام کے نزول کا مفہوم وہ نہ تھا جو مرزا قادیانی نے ایجاد کیا۔ ان سب کے نزدیک اسکا مفہوم آسمان سے نازل ہونا ہے تھا۔

<u>ایک اھم روایت</u>: یہاں ہمارا موضوع تو صرف مرزائی پاکٹ بک کی علمی خیانتیں اور دھوکے بازیاں بیان کرنا ہے،

لیکن جب ان احادیث کی بات چلی ہے جنکے اندر حضرت عیسی علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے تو میں نے مناسب سمجھا کہ قارئین کے لئے ایک ایسی ہی صحیح ترین روایت پیش کردوں جو دوران مطالعہ مجھے ملی اور عام طور پر اس ضمن میں ہمارے علماء کی طرف سے اسے پیش نہیں کیا جاتا، یہ روایت حافظ ابوبکر احمد بن عمرو البزار (م292ھ) نے اپنی مسند ﴿**البحر الذخار المعروف به مسند البزار**﴾ میں روایت کی ہے جسکی سند یہ مذکور ہے ﴿**حدثنا علی بن منذر ،حدثنا محمد بن فضیل عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن ابی هریرة ، قال سمعتُ من ابی القاسم الصادق المصدوق یقول : یخرج الاعور الدجال مسیح الضلالة قبل المشرق فی زمن اختلاف من الناس وفرقة فیبلغ ما شاء الله ان یبلغ من الارض فی اربعین یوماً ، والله اعلم ما مقدارها فیلقی المؤمنون شدة شدیدة، ثم ینزل عیسی بن مریم من السماء...... الی آخر الحدیث**﴾(مسند البزار، ج 17،صفحه 96،حدیث نمبر 9642،طبع مکتبة العلوم و الحکم، المدینة المنورة)،حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابوالقاسم صادق ومصدوق ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ مسیح ضلالۃ کانا دجال مشرق کی طرف سے خروج کرے گا اس وقت لوگوں کے درمیان اختلاف وافتراق ہوگا، پس وہ چالیس دنوں میں جہاں تک اللہ چاہے گا وہاں پہنچے گا، اس وقت مومنوں پر سخت حالات ہوں گے پھر عیسی بن مریم (علیہما السلام) آسمان سے نازل ہوں گے۔

اس روایت کے راویوں میں پہلے راوی علی بن منذر کے علاوہ باقی تمام بخاری ومسلم کے راوی ہیں، اور علی بن منذر سے بھی ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور کسی سے ان پر کسی قسم کی جرح مذکور نہیں، محمد بن فضیل سے امام بخاری نے 18 کے قریب روایات لی ہیں بلکہ اپنی صحیح بخاری کا اختتام جس روایت پر کیا ہے جس میں ﴿**سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم**﴾ کی فضیلت کا بیان ہے وہ بھی انہی محمد بن فضیل کے واسطے سے ہے، نیز محمد بن فضیل سے امام مسلم نے 28 کے قریب روایات لی ہیں، عاصم بن کلیب سے امام مسلم نے 6 کے قریب روایات لی ہیں، امام ترمذی وحاکم نے بھی ان سے روایات لی ہیں اور ان روایات کو صحیح بھی کہا ہے۔ امام بخاری نے عاصم بن کلیب سے روایت تو ذکر نہیں کی لیکن ﴿باب لبس القسی﴾ میں ان سے استشہاد کیا ہے، نیز تقریباً تمام ائمہ جرح وتعدیل نے ان دونوں محمد بن فضیل اور عاصم بن کلیب کی توثیق کی ہے (ابن جوزی وغیرہ نے عاصم بن کلیب کے بارے میں ابن المدینی کا ایک قول بغیر کسی سند کے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ عاصم بن کلیب جب منفرد ہوں تو وہ قابل احتجاج نہیں، بعض نے اس میں یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ ابن المدینی نے یہ بات العلل الکبیر میں کہی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابن الجوزی کو سہو ہوا ہے مصادر قدیمہ میں کہیں بھی ابن المدینی کی ایسی کوئی بات مذکور نہیں اور نہ ہی علل ابن المدینی میں ایسی کوئی بات ہے جبکہ دوسری طرف یحیٰ بن معین، نسائی، ابوحاتم، ابوزرعہ، ابن حبان، ابن سعد، عجلی، مزی، ابوداود، ابن شاہین، ابن حجر جیسے ائمہ نے انہیں ثقہ کہا ہے، امام احمد بن حنبل نے بھی کہا ہے کہ انکی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں

(بحوالہ تہذیب التہذیب، الجرح والتعدیل، تہذیب الکمال وغیرہ)، یہ وضاحت میں نے اس لئے پیش کردی کہ مرزائی پادری اس روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے ابن المدینی کی طرف غلط طور پر منسوب یہ قول پیش کرتے ہیں) اس روایت کے اگلے راوی عاصم بن کلیب کے والد ﴿کلیب بن شھاب﴾ ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں کسی نے ان پر جرح نہیں کی بلکہ ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عبدالبر نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے (بحوالہ تہذیب التہذیب)، اس طرح مسند بزار کی یہ روایت مرزا قادیانی کے کذاب ہونے پر ایسی مہر ہے جسے دنیا کا کوئی مرزائی پادری نہیں توڑ سکتا۔

دوستو! آیئے آگے چلتے ہیں، ایک مشہور حدیث ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں تیس کے قریب بڑے جھوٹوں کے بارے میں خبر دی جو نبوت کا دعوی بھی کریں گے، یہ حدیث الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داود اور مستدرک حاکم وغیرہ میں مختلف سندوں سے مروی ہے، پاکٹ بک والے مرزائی پادری نے پہلے تو اس حدیث کے مفہوم میں باطل تاویلات کرکے اسکا مفہوم بدلنے کی کوشش کی مثال کے طور پر یہ لکھا کہ اس حدیث میں جھوٹے مدعیان نبوت کی تعداد تیس بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انکے علاوہ کچھ سچے بھی ہونگے وغیرہ (چونکہ یہاں ہمارا مقصد اس حدیث پر بحث کرنا نہیں ورنہ ہم اس حدیث کے ہر راوی پر مفصل گفتگو کرکے تمام مرزائی شکوک وشبہات کا پوسٹ مارٹم کرتے)، جب مرزائی پادری کی دال نہ گلی تو اس نے بخاری ومسلم کی اس روایت کو ضعیف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی، اور جامع ترمذی وغیرہ کی روایت کے بارے میں جو کہ آنحضرت ﷺ کے خادم اور صحابی حضرت ثوبان بن بُجدد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ الفاظ لکھے ﴿**تیس دجالوں والی حدیث کو ترمذی نے جس طریقہ سے نقل کیا ہے اسکی اسناد میں ابوقلابہ اور ثوبان دو راوی ناقابل اعتبار ہیں**............(آگے لکھا).....**ثوبان کے متعلق ازدی کا قول ہے کہ یتکلمون فیہ یعنی اس راوی کی صحت میں کلام ہے، میزان الاعتدال، حیدرآباد جلد 1 صفحہ 172**﴾ دوستو! آپ نے دیکھا کس طرح یہ مرزائی دھوکے باز ایک صحابی رسول ﷺ کے بارے میں لکھ رہا ہے کہ ناقابل اعتبار ہیں، اور اس نے دجل یہ کیا کہ میزان الاعتدال سے جس ثوبان کے بارے میں امام ازدی کی بات نقل کی وہ صحابی رسول حضرت ثوبان بُجدد نہیں (جنکی یہ روایت ہے) بلکہ وہ کسی ﴿ثوبان بن سعید﴾ کے بارے میں ہے، میزان الاعتدال کے الفاظ ہیں ﴿**ثوبان بن سعید، قال الازدی یتکلمون فیہ**﴾ (میزان الاعتدال، ج 1 ص 346، مؤسسۃ الرسالہ بیروت)، لیکن اس مرزائی پادری نے یہ بات صحابی رسول پر لگادی، حضرت ثوبان بن بُجدد رضی اللہ عنہ کے تعارف کے لئے ابن اثیر کی **اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ج 1 صفحہ 480 طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت** اور حافظ ابن حجر کی **تھذیب التھذیب، جلد 1 صفحہ 276 طبع مؤسسۃ الرسالۃ** وغیرہ دیکھی جاسکتی ہیں۔

دوستو! اسی طرح مشہور صحیح حدیث ہے ﴿**ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی**﴾ بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی لہذا میرے بعد نہ کوئی رسول پیدا ہوگا اور نہ کوئی نبی، (یہ روایت مسند احمد، جامع ترمذی، مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سے مروی ہے، اس روایت کو امام ترمذی نے صحیح، امام

حاکم نے امام مسلم کی شرط پر صحیح لکھا ہے، امام ذہبی نے تلخیص المستدرک میں امام حاکم کی موافقت کی ہے)، یہ روایت چونکہ مرزائی عقیدے کو جڑ سے کاٹتی ہے اس لئے اسے ضعیف ثابت کرنے کے لئے پاکٹ بک والے دھوکے باز نے بہت زور لگایا ہے اور اسی کوشش میں ایک بار پھر ایک راوی کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے اسکے کسی اور ہم نام کا حوالہ دیا ہے، امام ترمذی نے اس روایت کی سندیوں بیان کی ہے ﴿**حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا عبدالواحد بن زیاد قال حدثنا المختار بن فُلفُل قال حدثنا انس بن مالک ...... الی آخر الحدیث** ﴾ یہ تمام راوی ثقہ ہیں ان میں سے کوئی بھی ضعیف نہیں، لیکن پاکٹ بک والے نے بیک جنبش قلم لکھ دیا کہ **اس روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام راوی ضعیف ہیں** (پاکٹ بک، صفحہ 319) شاید یہاں اسے انس نام کا کوئی دوسرا راوی نہیں ملا ورنہ انہیں بھی ضعیف لکھ دیتا، بہرحال آگے لکھتا ہے ﴿ **حسن بن الزعفرانی کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں ضعفہ ابن قانع وقال الدار قطنی قد تکلموا فیہ** (میزان الاعتدال جلد 1 صفحہ 241) **یعنی ابن قانع کہتے ہیں کہ ضعیف تھا، دار قطنی کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک اس راوی کی صحت میں کلام ہے، ابن عدی کہتے ہیں کہ اس راوی نے ایسی احادیث کی روایات کی ہیں جن کا میں نے انکار کیا** ﴾ (پاکٹ بک، صفحہ 319)۔

آپ نے دیکھا کہ مرزائی پادری نے حسن بن محمد الزعفرانی کے متعلق میزان الاعتدال سے کیا پیش کیا، آیئے دیکھتے ہیں میزان الاعتدال میں یہ باتیں کس کے بارے میں لکھی ہیں، امام ذہبی کے الفاظ یہ ہیں ﴿**الحسن بن محمد العنبر ابو علی الوشاء ، بغدادی معروف ......ضعفہ ابن قانع وقال الدار قطنی تکلموا فیہ من جھۃ سماعہ وقال ابن عدی حدّث باحادیث انکرتھا علیہ** ......﴾ (میزان الاعتدال ، جلد 1 صفحہ 475، دار الرسالۃ العالمیۃ) یہاں جس راوی کا ذکر ہے وہ حسن بن محمد الزعفرانی نہیں بلکہ حسن بن محمد بن العنبر ابو علی الوشاء ہے، چونکہ اسکا اور اسکے والد کا نام اور کنیت حسن بن محمد زعفرانی سے ملتی جلتی تھی اس لئے مرزائی پادری نے یہاں بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی، حسن الزعفرانی کا نام ہے ﴿الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی ابو علی البغدادی ﴾، اسے نہ ابن قانع نے ضعیف کہا ہے اور نہ دارقطنی نے کچھ کہا ہے اور نہ ابن عدی نے کوئی بات کی ہے بلکہ امام عقیلی نے تو صاف فرما دیا کہ اس کے صحت کے بارے میں کسی نے کلام ہی نہیں کیا (دیکھیں تہذیب التہذیب، جلد 1 صفحہ 413، مؤسسۃ الرسالۃ)۔ تو یہ تھا ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی کا ایک اور دھوکہ۔

دوستو! مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاں قرآن وحدیث پر اور بہت سے جھوٹ بولے وہیں ایک جھوٹ یہ بھی بولا کہ ﴿ **مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ خدا تعالی سے لڑائی کرنے والے ٹھریں گے** ﴾ (ریویو آف ریلیجنز، ستمبر 1907، صفحہ 365)، ایسا کوئی فرمان رسول ﷺ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے، بلکہ صحیح حدیث میں اسکے خلاف آیا ہے، صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام جانے کے لئے نکلے تو مقام سرغ پر آپ کو اطلاع ملی کہ ملک شام میں (طاعون) کی وبا پھیل گئی

ہے تو آپ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ﴿**اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا علیه واذا وقع بأرض وانتم بها فلا تخرجوا فراراً منه**﴾ جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں یہ وبا آئی ہے تو اس جگہ نہ جاؤ، اور اگر تم کسی جگہ ہو اور وہاں وبا پھوٹ پڑے تو وہاں سے فرار ہو کر نہ نکلو (**صحیح بخاری حدیث نمبر 5730، باب ما یُذکر فی الطاعون**)۔

لیکن پاکٹ بک والے مرزائی پادری نے مرزاغلام احمد کی جھوٹی حدیث کا دفاع کیا ہے، اس نے یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ یہ واقعی حدیث ہے، اور لکھا ہے ﴿**یاایها الناس ان هذا الطاعون رجس فتفرقوا عنه فی الشعاب**، **اے لوگو! یہ طاعون نہایت خبیث ہے پس تم گھاٹیوں اور میدانوں میں پھیل جاؤ (قول عمرو بن عبسہ، کنزالعمال جلد 2 صفحہ 224)**﴾ (پاکٹ بک، صفحہ 534)، آپ نے دیکھا کہ مرزا غلام احمد نے لکھا تھا کہ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، اور مرزا کا امتی مرزا کی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے عمرو بن عبسہ کا قول پیش کر رہا ہے، اور یہی نہیں کنزالعمال کی جس روایت کا حوالہ دیا ہے وہ روایت بھی پوری نقل نہ کی کیونکہ مرزا یہاں بھی ذلیل ہوتا، آیئے ہم نقل کرتے ہیں ﴿**شہر بن حوشب کا بیان ہے کہ جب حضرت معاذ کا انتقال ہوا تو عمرو بن عبسہ نے اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا کہ اے لوگو یہ طاعون گندگی ہے تم (اس سے بچنے کے لئے) گھاٹیوں میں پھیل جاؤ، یہ بات سن کر شرحبیل بن** حسنہ کھڑے ہو گئے اور کہا: **والله لقد اسلمتُ وان امیرکم هذا اضل من جمل اهله فانظروا ماذا یقول، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا وقع بارض فانتم فیها فلا تهربوا فان الموت فی اعناقکم ...... الی آخر الحدیث، اے لوگو! میں مسلمان ہوں اور تمہارا یہ امیر (یعنی عمرو بن عبسہ) گمراہ ہو گیا ہے، دیکھو کیا کہہ رہا ہے، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ جب یہ (طاعون) کسی جگہ پھوٹ پڑے تو وہاں سے بھاگو مت کیونکہ موت تو تمہاری گردنوں میں ہے**﴾ (کنزالعمال: جلد 4 صفحہ 604، روایت نمبر 11757)، آپ نے دیکھا کہ اسی روایت میں ہے کہ شرحبیل بن حسنہ نے عمرو بن عبسہ کی بات کو غلط بتایا اور نبی کریم ﷺ کی حدیث سے اسکی تردید کر دی لیکن مرزائی پادری نے اگلی بات نقل نہ کی، نیز عمرو بن عبسہ کی بات کسی صورت اللہ کے رسول ﷺ کی بات نہیں اور مرزا نے تو صاف طور پر لکھا کہ یہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے، کیا پاکٹ بک والے کے نزدیک عمرو بن عبسہ رسول اللہ ﷺ کا نام ہے؟

دوستو! یہ صرف نمونے کے طور پر ہم نے چند مثالیں پیش کیں ورنہ مرزائی پاکٹ بک جو کہ ہر مرزائی پادری کا سرمایہ ہے اس میں جابجا ایسے دھوکے اور فریب آپ کو ملیں گے اور مرزائی پادری ہر جگہ اسی لطیفوں کی کتاب سے جوابات نقل کرتے ہیں ان بیچاروں کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ملک خادم گجراتی انہیں اُلو بنا گیا ہے اور ذلیل ہونے کے لئے انہیں چھوڑ گیا ہے۔

❁ ❁ ❁